OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
http://sbbu.edu.pk/actaislamica

پاکستانی معاشرے میں کرپشن اور بد عنوانی کے اسباب، اثرات اور سدِ باب: اسلامی تعلیمات کی روشنی تجزیاتی مطالعہ

The Motives, Impacts and eradication of Corruption in Pakistani Society: An Analytical Study in the light of Islamic Teachings

Dr. M. Mudassar Shafique
V. Lecturer NUML University, Multan campus
mudassaraarbi@gmail.com

Dr. Muhammad. Riaz Khan Al-Azhari
Associate Prof, Islamic Theology, Islamia collage, Peshawar
drriaz@icp.edu.pk
+92-334-5512010

Dr. Gulzar Ali
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan
gulzar@awkum.edu.pk

Abstract

Among all the religions of the world, Din- e- Islam is a sole religion that emphasizes on the betterment of a society. Islam has always demanded the establishment and implementation of such a system on behalf of which human as well as social values may be secured. It is because of these steps a society as well as a country will be on the way to maintain Islamic system of life. Today, our social life is facing such a big "Crush' which is known as Corruption "Bribery". Time to time this is becoming inevitable part of our society. Due to this curse the deserving are deprived of their rights, the oppressed ones are not heard; there is no availability of peace and justice for the people. For the cause of this heinous curse the whole system is out of disintegrated. All the departments of our society are involved in different kinds of corruption. Hence, if we desire the betterment of our society, we must get rid of this bad curse.
In this article, we will present the solution of the causes along with its impact of corruption on our society within the Islamic teaching, so that the sense of nation can be awaken and the economy of Pakistan might be controlled. But for the eradication of this very evil, every member of Pakistani society, Class and even all departments will have to play their vital role.
Key words: *Corruption, Its Causes and Effects, Islamic Teachings, Pakistani Society, Its Solution*

مقدمہ:

کرپشن کا تعلق صرف اور صرف پاکستانی معاشرے کے ساتھ ہی نہیں ہے بلکہ آج پوری دنیا میں کسی نہ کسی شکل میں کرپشن موجود ہے۔ہاں یہ کہا جا سکتا ہے کہ کہیں زیادہ تو کہیں کم ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ کہیں تو پورے کے پورے معاشرے اس کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اس لفظ کا نام سن کر بھی کان تھک چکے ہیں۔اور انہی میں سے ایک ہمارا پاکستانی معاشرہ بھی ہے۔ ہمارے ملک میں کرپشن کی غلاظت وقت کے ساتھ بڑھتی جارہی ہے اور اس کے خلاف اب آواز بھی بلند ہو رہی ہے۔ کرپشن کرنے والوں اور ملک کو ناحق لوٹنے والوں کو سزا دلوانے کے لیے احتجاج اور مختلف نعروں کو آلاپا جارہا ہے۔ درحقیقت کرپشن تمام برائیوں کی جڑ ہے۔معاشروں اور ملکوں میں تمام مسائل کے اسباب میں ایک سبب کرپشن بھی ہے کیونکہ کرپشن ہی کی بدولت ہر

CC BY

قسم کے بحران پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی ہمارے ملک میں بجلی کا بحران تو کبھی بے روزگاری کی ذلت ورسوائی، کبھی اندرونی اور بیرونی قرضوں کا بوجھ بڑھ جاتا ہے تو کبھی پاکستان کی معیشت زبوں حالی کا شکار نظر آتی ہے۔ ان تمام مسائل کی وجہ سے ملکی صنعتیں تباہ ہو رہی ہیں۔لوگ اپنے سرمائے کو لے کر دوسرے ملکوں میں انوسٹ کر رہے ہیں جس سے پاکستانی معاشرے میں بے روزگاری فروغ پاتی جارہی ہے اور اس کے نتیجے میں ہمارا معاشرہ دہشت گردی جیسے گھمبیر مسائل کا شکار ہے۔ کئی قسم کی سماجی برائیاں جنم لے رہی ہیں۔ابتداء میں پاکستانی معاشرہ کے کچھ محکمے ایسے تھے جن پر کرپشن کی قدغن لگ چکی تھی لیکن اس وقت یہ صورتحال ہے کہ ملک میں شاید ہی کوئی ایسا محکمہ ہو جو کرپشن میں کسی نہ کسی صورتحال میں ملوث نہ ہو۔

سابقہ کام کا جائزہ:

کرپشن دراصل انگلش زبان کا لفظ ہے اور اس سے مراد پاکستانی معاشرے میں عام طور پر رشوت ہی مراد لیا جاتا ہے اور جس کا ذکر اسلامی تعلیمات میں خصوصی طور پر مل جاتا ہے جہاں پر بھی مال کو ناحق کھانے کا ذکر قرآن وحدیث میں ملتا ہے وہی مفسرین ومحدثین نے ذیل میں گفتگو کی ہے رشوت کے عنوان پر ایک کتاب عبدالمحسن الطریقی عبداللہ نے الرشوۃ بھی عربی زبان میں لکھی ہے جس کا اردو ترجمہ رشوت (ایک معاشرتی ناسور) مولانا نصیر احمد نے کیا ہے لیکن دور حاضر میں کرپشن کے عنوان پر اردو میں کچھ کتابیں زیر مطالعہ بھی رہی ہیں جن میں "طارق اسماعیل ساگر کی ایک کتاب کرپشن کا بھوت ناچ ہے۔اور دوسری کتاب مجاہد حسین کی کون بڑا بدعنوان" ہے۔ ایک تحقیق مقالہ جناب پروفیسر ڈاکٹر سید عبدالمالک آغا نے " پاکستان کا مسئلہ نمبر ۱ کرپشن، اسباب اور خاتمہ (تعلیمات نبوی ﷺ کے آئینے میں) کے عنوان سے لکھا ہے جو کہ الایضاح مجلے میں چھپا ہے۔

کرپشن کا معنی ومفہوم:

کرپشن دراصل اپنے اندر ایک وسیع معنی و مفہوم رکھتی ہے۔اس کے مترادف کے طور پر رشوت، بددیانتی، دھوکہ دہی جھوٹ اور غیر قانونی جیسی اصطلاحات عام طور پر ہمارے معاشرے میں استعمال ہوتی ہیں۔ ہمارے معاشرے میں عام طور پر جب بھی کرپشن کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد یہ رشوت ہی لیا جاتا ہے اس لیے اس آرٹیکل میں کرپشن کو اسی رشوت کے پہلو سے ہی پرکھا جاءے گا۔ کرپشن کا قریب ترین مفہوم رشوت کے لحاظ سے جو ہمارے معاشرے میں موجود ہے یہ لغت میں "رشاء" سے ماخوذ ہے جس کا اطلاق رسی اور خصوصاً ڈول کی رسی پر ہوتا ہے جس کے ذریعے کنویں سے پانی نکالا جاتا ہے[1] اور اس کو انگلش میں (Bribery) کے لفظ سے بولا جاتا ہے۔

چونکہ رشوت بھی کسی مطلوبہ چیز تک پہنچنے اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ اور واسطہ بنتی ہے اس لیے اس کو رشوت کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ پطرس بستانی نے اصطلاح میں اس کی کچھ یوں تعریف کی ہے:

"الرشوة ما يعطيه الرجل للحاكم او غيرلحاكم له او يحمله به على ما يريد"[2]

ترجمہ: رشوت اس عطیے کو کہا جاتا ہے جو ایک آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس نیت سے دیتا ہے کہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کردے یا وہ اس کو اس کی مطلوبہ چیز کا سزاوار ٹھرادے۔

موصوف نے ایک اور تعریف بھی بیان کی ہے جو اس کے معنی کو تھوڑا وضاحت سے پیش کرتی ہے۔

"الرشوة ما يعطى لإبطال حق اولإحقاق باطل"[3]

ترجمہ: رشوت اس عطیہ کو کہتے ہیں جو کسی کا حق مارنے یا کسی ناجائز امر کو حق اور سچ ثابت کرنے کی غرض سے دیا جائے۔

فرید واجدی رشوت کی تعریف کی بابت لکھتے ہیں:

"مايعطى للحكام لاكل اموال الناس بالباطل"[4]

ترجمہ: یعنی لوگوں کے اموال ناجائز طور پر کھانے کے لیے کو کچھ حکام کو دیا جائے وہ رشوت ہے۔

انگلش آکسفورڈ ڈکشنری میں کرپشن کی تعریف کچھ یوں ہے:

"Dishonest or fraudulent conduct by those in power, typically involving bribery the journalist who wants to expose corruption in high places".[5]

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں رشوت کا مفہوم کچھ یوں ہے:

A panel offence generally defined as the given or receiving of consideration for official favor[6]

قرآن میں رشوت کا ذکر:

اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کے علماء کی عادات رذیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

" وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ"[7] اور حرام کھانے سے۔ السُّحْت کا لفظی معنی جڑ سے اکھاڑ دینا کے ہیں جیسا کہ الاحکام القرآن میں ہے۔

"اصل السحت الإستيصال"[8] سحت کی اصل جڑ سے اکھاڑ پھینکنا کے ہیں۔

حرام کو سحت اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس نحوست سے انسان کا دین، عزت و شرف اور نیکیوں کا ستیاناس ہو جاتا ہے۔

"وسمى المال الحرام سحيتا لانه يسحت الطاعات اى يذهبها و يستاء صلها"[9]

ترجمہ: مال حرام کو سحت اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ نیکیوں کو لے جاتا ہے اور جڑ سے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

تفسیر منار میں ہے:

"المراد بالسحت الدين والشرف لقبحه و منرره او يسوء قبته و اثره"[10]

ترجمہ: سحت سے مراد وہ چیز ہے جو اپنی قباحت اور نقصان دہ ہونے یا اپنے برے انجام اور اثرات کی وجہ سے انسان کے دین اور شرف کو ختم کر دے۔

گو سحت کے لفظ سے مراد کسی بھی چیز کا مطلق حرام ہونا ہے لیکن کچھ مفسرین نے اس کا مطلب "رشوت" کے طور پر لیا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

"والمراد به ههناعلى المشهورالرشوة فى الحكم"[11]

ترجمہ: یہاں سحت سے مراد مشہور قول، فیصلہ کرنے میں رشوت لینا ہے۔

قاضی ثناءاللہ پانی پتی بھی یہی قول لیتے ہیں:

" السحت هو الرشوة فى الحكم"[12]

ترجمہ: کسی شخص کا حق مارنے کے لیے رشوت دینا اور لینا دونوں ٹھیک نہیں ہیں۔

اسی لیے امام جصاص فرماتے ہیں:

"قال ابو بكر اتفق جميع المتولين لهذه الاية على ان قبول الرشامحرمواتفقو على انه من السحت ال؛ذى حرم الله تعالى"[13]

ابو بکر جصاص "وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ" کی تاویل میں تمام علماء کے اتفاق کرنے پر لکھتے ہیں کہ رشوت کا قبول کرنا حرام ہے اور اس چیز پر بھی اتفاق ہے کہ رشوت اس سحت سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھرایا ہے۔

رشوت کو سحت کہنے کی وجہ یہی ہے کہ وہ نہ صرف لینے دینے والے کو برباد کرتی ہے بلکہ پورے ملک و ملت کی جڑ بنیاد (امن عامہ) کو تباہ کرنے والی ہے۔ جس ملک میں رشوت کا چال چلن عام ہو جاتا ہے وہاں قانون کا عمل درآمد قائم نہیں رہتا۔ جس کی بناء پر لوگوں کا مال و جان اور آبرو بھی حفاظت میں نہیں رہتی۔ اسی رشوت سے منع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ میں فرماتے ہیں:

"وَلاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُواْ بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُواْ فَرِيقاً مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ"[14]

ترجمہ: اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لیے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو، جان بوجھ کر۔

اس آیت میں مفسرین نے "وَتُدْلُواْ بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ" سے رشوت مراد لی ہے۔

علامہ آلوسی نے مندرجہ ذیل آیت کی تفسیر میں لکھا ہے:

" لا تلقو بعضها إلى الحكام السوء على وجه الرشوة"[15] بطور رشوت اپنے مال حکام تک نہ پہنچاؤ۔

پس معلوم ہوا کہ ہر وہ ہدیہ، مال یا تحفہ جو کسی حاکم، جج یا کسی بھی اعلیٰ افسر کو دیا جائے اور اس کا مقصد ناجائز کو جائز کرنا یا حق کو باطل کے ساتھ ملانا یا باطل کو حق ثابت کرنا ہو یا حاکم کو خوشامدانہ پہلو سے مالی طور پر لوازمات دیئے جانے کا بندوبست کیا جائے تو یہ امر تمام پہلوؤں سے ناجائز ہے اور ایسی تمام صورتیں قرآن وسنت کی رو سے جائز نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے ہر ناجائز طریقے سے ایک دوسرے کے مال کھانے سے منع فرمایا ہے۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ لاَ تَأْكُلُواْ أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلاَّ أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ "[16]

سید محمود آلوسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

" والمراد من الاكل الاخذ ولإستيلاء"[17]

ترجمہ: یہاں اکل سے مراد عام ہے جو مال لینے اور غلبہ پانے پر شامل ہے۔

تو یاد رہے کہ حاکم کو اس غرض سے دیا گیا مال کہ وہ باطل کو حق ثابت کردے یا کسی غیر کے حق کو باطل قرار دے دے یا حاکم کے علاوہ کسی اور کو اپنی نفسیاتی اغراض کے لیے روپیہ بطور رشوت دیا جائے تو یہ رشوت کی اور کرپشن کی بدترین قسم ہے کیونکہ یہاں پاکستانی معاشرے میں رشوت اسی غرض کے لیے دی جاتی ہے کہ باطل کو حق اور حق کو باطل ثابت کیا جائے یا اس کے حق کو غصب کر لیا جائے جس نے اس طرح کی رشوت ادا نہیں کی۔ اسی طرح رشوت کی حرمت پر اس سے بڑی کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے رشوت لینے، دینے والے اور دونوں کے درمیان معاملہ طے کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

"نلعن رسول الله ﷺ على الراشى والمرتشى والرائش يعنى الذى يمشى بينهما"[18]

ترجمہ: کئی طرق سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے، لینے والے اور ان دونوں کے درمیان معاملہ طے کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے چھ حرام چیزوں میں سے ایک رشوت بھی ہے جس کو حرام قرار دیا ہے۔

"سنت خصال من السحت رشوة الإمام وهى اخبث ذلك كله"[19]

ترجمہ: چھ چیزیں حرام ہیں ان میں سب سے بری چیز امام کا رشوت لینا ہے۔

رشوت تو اتنا گھناونا جرم ہے کہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسے صرف حرام ہی نہیں بلکہ کفر سمجھا ہے۔

ابو بکر جصاص، مسروق رحمۃ اللہ علیہم کا قول نقل کرتے ہیں:

"ان مسروقا قال قلت لعمر يا امير المؤمنين ارئيت الرشوة فى الحكم من السحت؟ قال لا ولكن كفر"[20]

ترجمہ: مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا فیصلہ کرنے میں رشوت لینا سحت ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں، کفر ہے۔

بلکہ آپ ﷺ نے بھی رشوت لینے اور دینے کے عمل کو کفر فرمایا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

"قال رسول الله ﷺ الرشوة فى الحكم كفر وهى بين الناس سحت"[21]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فیصلہ کرتے وقت رشوت لینا، دینا کفر ہے اور عوام الناس کا آپس میں رشوت کا لین دین سحت و حرام ہے۔

رشوت کا ایک بڑا نقصان یہ بھی ہے کہ ملک اور قومیں مرعوب ہو جاتی ہیں جس کی وجہ سے باقی معاشروں میں اس قوم کو اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ چنانچہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"قال رسول الله ﷺ ما بين قوم يظهر فيهم الربوا إلا اخذو باسنة وما بين قوم تظهر فيهم الرشا إلا اخذوا بالرعب"[22]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس قوم میں سود پھیل جائے قوم قحط میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جس قوم میں رشوت کا دور دورہ ہو اس پر رعب ڈالا جاتا ہے۔

بعض اوقات جیسا کہ ہمارے معاشروں میں ہوتا ہے کہ کچھ لوگ اچھا وکیل کر لیتے ہیں اور وکلاء اپنی قابلیت یا چرب زبانی کی بناء پر فیصلہ اپنے حق میں کروا لیتے ہیں حالانکہ وہ شخص جو مقدمہ جیتتا ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مال یا فیصلہ میرے حق میں جو آیا ہے ٹھیک نہیں ہے تو یہ امر بھی رشوت اور اپنے مسلمان بھائی کے ناحق مال کھانے کے ذمرے میں آئے گا سورۃ البقرۃ کی بیان کردہ آیت کے آخری الفاظ "وانتم تعلمون" میں اس بات کا اشارہ ہے کہ جب مدعی کو اچھی طرح معلوم ہو کہ وہ غلط اور جھوٹا دعوی جیت چکا ہے اور حاکم نے بھی اس کے حق میں فیصلہ کر دیا ہے تو یاد رہے کہ وہ مال بھی اس کے لیے جائز نہیں ہے کیونکہ ایک مقدمہ میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"انما انا بشر وانكم تنتحصون الى ولعل بعضكم ان يكون الحن لحجته من صاحبه فاقضى له على نحو مما اسمع منه فمن فقيت له من حق اخيه بشىء فلا ياخذ منه شيئا فانما اقطع له قطعة من النار"[23]

ترجمہ: بیشک میں انسان ہوں اور تم میرے پاس اپنے مقدمے لاتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص اپنے معاملے کو اپنے مخالف کی بہ نسبت زیادہ رنگ آمیزی کے ساتھ پیش کرے اور میں اس کی گفتگو سے مطمئن ہو کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں تو اگر فی الواقع وہ اس کا حق نہیں ہے تو اسے نہیں لینا چاہیے کیونکہ اس صورت میں جو کچھ میں اس کو دوں گا وہ جہنم کا ایک ٹکڑا ہو گا۔

اس لیے کوئی اس مغالطے کا شکار نہ رہے کہ فلاں جج یا قاضی یا حاکم نے میرے حق میں فیصلہ کر دیا ہے تو یہ امر اب میرے لیے جائز ہو گا، ہرگز ایسا نہیں ہو گا۔ الغرض عدالت کا فیصلہ کسی حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں بناتا۔ اس لیے یہ یاد رہے کہ کرپشن کی ہر صورت چاہے اس کا تعلق رشوت سے ہو، دھوکہ دہی سے ہو، چوری سے ہو، سود یا جوئے سے ہو یہ تمام اعمال کرپشن کے ذمرے میں آتے ہیں۔ اسلام میں رشوت حرام ہے چاہے کسی بھی صورت میں ہو چاہے کسی بھی نام سے ہو۔ یہاں یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ صرف ظاہری مال و دولت کا لین دین جس کا کوئی خاص مقصد ہو اسے ہی کرپشن نہیں کہا جاتا بلکہ کرپشن ایک اجتماعی اصطلاح ہے۔ کوئی بھی ایسا کام جو غیر قانونی اور غیر اخلاقی معاملات پر مبنی ہو اسے کرپشن کہیں گے۔ چاہے اس کا تعلق تعلیمی بد دیانتی کے ساتھ ہو، کاروبار کی دھوکہ دہی پر مشتمل ہو، منشیات جیسی لعنت پر مشتمل کاروبار ہو، سرکاری عمارتوں اور اور سڑکوں کی ناقص تعمیرات سے متعلق ہو، الغرض رشوت کی کسی بھی شکل میں مال کے لینے دینے یا ناحق کسی پر ظلم و زیادتی کرنے سے ہو، سمگلنگ کے اندرونی اور بیرونی مال کے لانے اور لے جانے سے ہو یا مارء طبقہ کا ٹیکس کے معاملات کو ادا نہ کرنے کے حوالے سے ہو تو یہ تمام اعمال کرپشن کے ذمرے میں ہی آئیں گے۔

کرپشن کے لیے لفظ جدید "تحفہ یا گفٹ" کا استعمال:

ہمارے پاکستانی معاشرے میں حالات کے تغیر و تبدل سے لفظ کرپشن کی ہیت کو لوگوں نے کچھ اس طرح بدلنا شروع کر دیا ہے کہ یہ رشوت تو نہیں دی جا رہی یا بد دیانتی تو نہیں ہے یہ تو آپ کو تحفہ دیا جا رہا ہے اور اس تحفے کو ادا کرنے کے بعد نہ جانے کئی تحائف آنا جانا شروع کرتے ہیں اور ڈھکے چھپے حالات میں ایک دوسرے کے لیے نہ جانے کون کون سے کام انجام دیئے جاتے ہیں۔ حالانکہ حاکم یا غیر حاکم جس سے آپ کا تعلق کسی مقصد یا وجہ سے قائم ہوا اور اس سے تحائف کا لین دین جاری ہوا تو یہ عمل ٹھیک نہیں ہے۔ حاکم یا قاضی کے لیے تو خاص طور پر ہدیہ یا تحفہ لینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک موجودہ دور کے حالات کے مطابق حاکم اور قاضی وقت یا وزراء کے لیے تحائف لینا مطلقاً مکروہ ہے۔ عمر بن عبد العزیز رحمۃ

اللہ علیہ اس مسئلہ میں کراہت کے قائل تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ تو تحائف قبول کیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا:

"كانت حينئذ هدية وهى اليوم سحت"[24]

ترجمہ: تحفہ اس وقت یعنی نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں تحفہ ہی تھے لیکن آج کل تحفہ قبول کرنا حرام ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ بھی حاکم کے لیے ہدیہ کو مکروہ خیال فرماتے ہیں۔ چاہے تحفہ بھیجنے والے کا اس کے پاس مقدمہ ہو یا نہ ہو اور دلیل کے طور پر ابن اللتبیہ کی حدیث بیان کرتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے ان کو صدقات کی وصولی کے لیے بھیجا جب وہ واپس آئے تو کہنے لگے یہ مال آپ ﷺ کے لیے ہے اور یہ مال مجھے ہدیہ دیا گیا ہے تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ما بال اقوام نستعملهم على ما ولانا الله فيقول هذا لكم و هذا اهدى لى فهل جلس فى بيت ابيه فنظر ليهدى له ام لا"[25]

ترجمہ: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم انہیں اس چیز کا عامل اور والی بناتے ہیں جس کا اللہ نے ہمیں بنایا ہے تو واپس آکر کہتا ہے کہ یہ تمہارے لیے ہے اور یہ مجھے بطور ہدیہ دیا گیا ہے۔ وہ اپنے باپ کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھ جاتا اور کیوں نہیں دیکھتا کہ اسے ہدیہ دیا جاتا ہے یا نہیں۔

امام جصاص رحمہ اللہ نے ایک اور روایت بھی نقل کی ہے:

"ان بنت ملك الروم اهدت لام كلثوم بنتعلى امراة عمر فردهاعمرومنعقبولها"[26]

ترجمہ: روم کے بادشاہ کی بیٹی نے حضرت ام کلثومؓ کی خدمت میں ایک ہدیہ بھیجا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو رد کر دیا اور اس کے قبول کرنے سے (ام کلثوم) کو منع فرمایا۔

پروفیسر خورشید احمد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ ایک عرب ہر سال سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اونٹ کی ران کا ہدیہ دیا کرتا تھا۔ اس کا کسی سے جھگڑا ہوا تو فریق ثانی کو لے کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا امیر المؤمنین! ایسا فیصلہ کریں کہ حق باطل سے الگ ہو جائے جیسے ران، اونٹ سے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس کے اشارے کو سمجھ گئے اور تحفے کی خرابی ان پر منکشف ہو گئی اور فوراً انہوں نے گورنروں کو یہ فرمان جاری کیا کہ تحفے قبول نہ کیا کرو کیونکہ وہ رشوت کی ایک شکل ہے[27] پاکستانی معاشرے میں بھی یہ چال چلن عام ہے کہ آفیسر اپنے ماتحت عملے سے یا دوسرے لوگوں سے مختلف اوقات میں فنکشنز کی صورت میں تحائف بٹورتے ہیں، کبھی بیٹوں اور بیٹیوں کی شادی کے وقت مدعو کیا جاتا ہے اور کبھی سالگرہ کے اوقات کا تعین ہوتا ہے اور اس وقت گراں قدر زیور، تحائف، کپڑے اور گاڑیاں وصول کی جاتی ہیں اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رشوت صرف اور صرف روپے کی شکل میں ہے۔ باقی چیزیں رشوت یا کرپشن نہیں بلکہ ہدیہ اور تحفہ ہیں۔

پاکستانی معاشرے میں کرپشن کی چند مثالیں:

بدعنوانی کم و بیش ہر دور اور ہر معاشرے میں موجود رہی ہے جس کے ذریعے لوگوں نے اپنے مفادات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اور ایسی ہی بدعنوانی کے مظاہر ہم اپنے ملک میں دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح پارلیمنٹ کو خریدا جاتا ہے اور کس طرح ملکی دولت کو لوٹتے ہیں اور بکنے والے افراد کو کس طرح خرید کر حکومت حاصل کرنے والے کس طرح ملکی خزانہ لوٹتے اور کمیشن بناتے ہیں۔

جیسا کہ "کچھ وزراء اعظم کی حکومتوں میں جتنی کرپشن اور بے ظابطگیوں کا مظاہرہ کیا گیا اور ان میں اان کے خاوند میت اس کے ساتھیوں کی کرپشن سب سے نمایاں تھیں۔ وہ پہلی حکومت میں "مسٹر ٹین پرسنٹ" کے لقب سے مشہور ہوئے جب کہ دوسری حکومت میں "مسٹر تھرٹی پرسنٹ" کہا گیا[28] (اس کے علاوہ 2008ء تا 2013ء اپنی صدارت کے دور میں کرپشن کی انتہاء کر دی جس کی مثال پاکستانی تاریخ میں نہیں ملتی)

اسی طرح ایک دوسری شخصیت جس نے اقتدار کے مزے لوٹے اور سرکاری محکموں کو ذاتی مفادات اور مالی فوائد کے حصول کے لیے استعمال کیا انہوں نے رائے ونڈ کے قریب چھ دیہات، مانک، آرائیاں، پاجیاں، بدو کی ثانی، شیخ داکوٹ اور سوئے اصل میں زمین خریدنی شروع کی اور دیکھتے ہی دیکھتے

سینکڑوں ایکڑز خرید لی گئی۔(جہاں آج کل نہ جانے کتنے ایکڑ میں ایک بہت بڑا محل اور فارم ہاوس بنایا گیا ہے بلکہ اس رائے ونڈ کو خصوصی مراعات سے نوازا جارہا ہے۔) مئی 1998ء میں فدائی ڈے ٹائمز کے مطابق 750 ایکڑز میں خریدی گئی۔اس خاندان کے افراد نے ان اخباری رپورٹس کی تردید نہیں کی۔سرکاری انتظام کے تحت اخبار نویسوں کے دورے کے دوران یہ تسلیم کیا گیا کہ فارم 360 ایکڑ اور کمپلیکس 75 ایکڑ پر مشتمل ہے۔فارم اور کمپلیکس کے ارد گرد جو زمین خریدی گئی اس کے بارے میں نہ صرف خاموشی اختیار کی گئی بلکہ متعلقہ پٹوار خانے اور ریونیو آفس میں ریکارڈ ہی سیل کر دیا گیا[29] (اور آج 2013ء سے 18 تک کرپشن کے وہ پہلو منظر عام ہیں کہ سپریم کورٹ کو وزارت عظمیٰ سے نااہل قرار دینا پڑا)

اسی طرح یہ کرپشن کا معاملہ کسی ایک شخص کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ بدعنوانی اور ملکی لوٹ کھسوٹ میں دوسرے لوگ بھی شامل ہیں۔جن پر عوام بے پناہ اور اندھا دھند اعتماد کرتی ہے۔جیسا کہ "بے نظیر بھٹو نے اپنی کرپشن اور بدعنوانیوں میں بعض ایسی سیاسی شخصیات اور مذہبی شخصیات کو شامل کر لیا جو اقتدار سے باہر ہونے کی صورت میں ان پر شدید تنقید کرتیں اور ان کی حکومت کے خلاف اتحاد سازی کا مظاہرہ کرتیں۔اس نوعیت کا چارہ جن لوگوں کو ڈالا گیا ان میں تین شخصیات بہت اہم تھیں۔نواب زادہ نصر اللہ خان اور غلام مصطفی کھر دنوں شخصیات کو جی بھر کر مال بنانے کا لائسنس جاری کر کے کسی بھی متوقع خطرے کا قلع قمع کر دیا گیا"۔[30]

تعلیمی کرپشن کے پہلو:

ہمارے معاشرے میں تعلیمی میدان میں ہماری نئی نسل وہ اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہی جس کو ایک ترقی یافتہ ادارے اس اکیسویں صدی میں حاصل کر چکے ہیں۔یہاں پاکستانی معاشرے میں کئی سکول رجسٹروں کی لسٹ میں موجود ہیں لیکن حقیقت میں نہ ان کی بلڈنگ ہے اور نہ ہی وہاں طالب علم نظر آتے ہیں۔اسی طرح اساتذہ گھر ہی میں تنخواہوں کے گل چھرے اڑا رہے ہیں۔یونیورسٹیوں میں تعلیم کا وہ میعار نہیں ہے جو ہونا چاہیے ۔وہاں ڈگریاں تقسیم ہو رہی ہیں لیکن معاشرے میں آنے والے طلباء میں تربیت اور اخلاقیات کا فقدان نظر آتا ہے۔تعلیمی اداروں میں دولت کمائی جا رہی ہے لیکن تعلیمی میعارات کا درجہ انتہائی کم ہے۔کئی ایسے طالب علم ہیں جو نہ تو سکولوں اور کالجوں میں آتے ہیں اور نہ ہی امتحانات میں بیٹھنے کی زحمت گوارا کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے پاس تمام ڈگریاں موجود ہوتی ہیں اور وہی لوگ آہستہ آہستہ معاشرے میں نہ صرف سرایت کرتے ہیں بلکہ اعلیٰ عہدوں پر فائض ہو کر ملکی بھاگ دوڑ کو سنبھال رہے ہوتے ہیں۔جب کہ تعلیم کسی بھی ملک، معاشرے یا قوم میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جو لوگ اس میں کرپشن کرنے سے باز نہیں آتے وہ ملک دشمن عناصر ہیں اور قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں جواب دہ ہوں گے۔

ملک میں جاری لوڈشیڈنگ اور کرپشن:

ملک میں لوڈشیڈنگ جس کو بجلی کا بحران کہا جاتا ہے نے اہل پاکستان کی زندگیوں کو اجیرن کر دیا ہے۔جس سے دفتری امور معطل ہو چکے ہیں۔گھریلو زندگی اذیت ناک حد تک بڑھ چکی ہے۔گرمی و حبس کی وجہ سے کئی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ ہسپتالوں میں مریض گرمی اور وقت پر آپریشن نہ ہونے کی وجہ سے جان کی بازی ہار رہے ہیں۔طلباء کو پڑھنے کے لیے موم بتیاں جلانا پڑتی ہیں۔ صنعتیں بجلی کے بحران کی وجہ سے بند ہو رہی ہیں۔پاکستانی معاشرے کے لوگ بے روزگار ہوتے جا رہے ہیں۔لوڈشیڈنگ کو ختم کرنے کے لیے ہر دور کی حکومت کئی معاہدات کرتی ہے، کئی منصوبوں کے افتتاح کیے جاتے ہیں لیکن سب اپنے اپنے حصے کی کرپشن کرتے ہوئے اپنی راہ پکڑتے ہیں اور عوام کو اسی طرح بے وقوف بنایا جاتا ہے۔

طارق اسماعیل ساگر لکھتے ہیں کہ پرویز مشرف نے 30 اپریل 2005ء کو ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے "Alternative energy development board" قائم کیا تھا جس کا مقصد ملک میں متبادل توانائی کے ذرائع تلاش کرنا تھا۔حکومت نے اس ادارے کو 2030 کا ٹاسک دیا تاکہ 9700 میگاواٹ بجلی پیدا کی جا سکے۔بورڈ نے اس سلسلہ میں کئی منصوبے بنائے اور کئی پر عمل درآمد بھی شروع ہوا۔پہلا منصوبہ سندھ کے ضلع ٹھٹھہ کے علاقے گھارو میں ہوائی چکیوں کی تنصیب کا تھا۔تاہم اب تک معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ منصوبہ کس حالت میں ہے اور یہ ادارہ کیا کر رہا ہے؟۔[31]

بجلی کے ادارے واپڈا کا بھی اس میں بڑا اہم کردار رہا ہے جس پر لوٹ مار کرنے والا طبقہ چھایا ہوا ہے۔ لائن مین سطح کے لوگ پوش علاقوں میں کروڑوں روپے کے مکانات میں رہائش پذیر ہیں۔ واپڈا کے کرپٹ ملازمین نے ہمیشہ اسے خسارے میں ہی رکھا ہے۔ رہی سہی کسر ہم عوام بجلی کا مسرفانہ استعمال کر کے پوری کر دیتے ہیں اور کئی دھائیوں سے بجلی چوری کرتے آرہے ہیں حالانکہ یہ بھی بدترین کرپشن ہے۔

مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ ایک طرف (ملک میں) بجلی کی قلت کا یہ عالم ہے اور دوسری طرف جہاں بجلی میسر ہو تو وہاں اس کو بے محابہ اور بے دریغ استعمال کا یہ حال ہے کہ اس میں کہیں کمی نظر نہیں آتی۔ خالی کمروں میں بلب روشن ہیں، پنکھے چل رہے ہیں اور بعض اوقات ائیر کنڈیشنز بھی پوری قوت کے ساتھ برسرکار ہیں، دن کے وقت بلا ضرورت پردے ڈال کر سورج کی روشنی کو داخلے سے روک دیا گیا ہے اور بجلی کی روشنی میں کام ہو رہا ہے۔ معمولی سی باتوں پر گھروں اور دیواروں پر چراغاں کا شوق پورا کیا جارہا ہے۔[32]

باقی اسی طرح سرکاری مقامات اور دفاتر جہاں کا بل حکومت خود برداشت کرتی ہیں وہاں پر بھی لائیٹنگ اور پنکھوں کا بے جا استعمال ہوتا ہے۔ پاکستان میں کئی ایسے علاقے ہیں جو بجلی کا استعمال تو کرتے ہیں لیکن بلوں کی ادائیگی نہ جانے کب سے نہیں کر رہے، تو ان تمام اعمال کا تعلق کرپشن سے ہے۔

کرپشن کے محرکات اور اسباب:

یہاں ہم ان محرکات اور اسباب کا ذکر کا ذکر کریں گے جن کی وجہ سے کرپشن جیسی زہر آلود معاشرتی برائی ہمارے پاکستانی معاشرے میں سرایت کرتی جا رہی ہے، وہ درج ذیل ہیں:

دنیاوی رغبت کی بڑھوتری:

کرپشن کا ایک سبب ہمارا دنیاوی موحول ہے اور دنیا میں رہنے کے لیے جیسا کہ پیسے کی ضرورت بڑھتی جارہی ہے تو ساتھ ساتھ اس کے کمانے کا لالچ اور دنیا کی طرف رغبت اس قدر بڑھ چکی ہے کہ ہم خوف خدا اور آخرت کے حساب و کتاب کی طرف کوئی میلان نہیں رکھتے جس کی بناء پر لوگ روپیہ اور اس دنیا کی فنا ہونے والی لذتوں کو پانے کے لیے دن رات اسی تگ و دو میں مصروف ہیں کہ وہ راتوں رات امیر کیسے بن سکتے ہیں۔ ضروریات زندگی کو دیکھتے ہوئے جب بنگلہ، کوٹھی، کار اور خدمت کے لیے نوکر چاکر کی خواہشات دل میں ابھرتی ہیں تو جب وہ جائز طریقے سے ان کا حصول ممکن نہیں ہو پاتا تو ان خواہشات اور دنیاوی لذتوں کو پورا کرنے کے لیے لوگ کرپشن جیسے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔

طبقاتی تقسیم:

اسلام نے ہمیشہ ایسی طبقاتی تقسیم جو خصوصی طور پر ذات پات یا امارت اور غربت پر مبنی ہو، کو رد کیا ہے-اسی لیے ذات اور پات کے معاملے کو ختم کرنے کے لیے تقویٰ کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے جب کہ امارت اور غربت کے فرق کو ختم کرنے کے لیے زکوۃ، صدقہ اور خیرات جیسے معاملات کی نہ صرف ترغیب دی بلکہ معاشرے میں لاگو کرنے کے لیے بحیثیت حکمران احکامات بھی جاری کیے ہیں۔ جب معاشروں میں کچھ لوگوں کا رہن سہن انتہائی امیرانہ ہو گا تو بدلے میں وہ لوگ جو احساس کمتری میں اپنی زندگی گزار رہے ہیں، اپنے رہن سہن کو بہتر بنانے کے لیے یقیناً کرپشن جیسے اعمال ان سے سرزد ہوں گے۔ اس لیے معاشروں میں جتنی طبقاتی تقسیم کم ہو گی ان معاشروں میں اتنی ہی کرپشن، رشوت اور بددیانتی کے پہلو کم ہوں گے۔

عدل وانصاف کی کمی:

اسلام نے قرآن مجید کے زیر اثر مناسب و ضروری اصلاح و ترمیم کے ساتھ امت کے لیے، معاشروں کی تشکیل اور استحکام کے لیے عدل وانصاف کے قیام پر بہت زور دیا ہے اور اس کو دفع ضرر و فساد کا ضامن و ذمہ دار قرار دیا ہے۔ جس مملکت میں عدل نہیں وہ انسانوں کی نہیں درندوں کا مسکن ہے۔ جس قوم اور سماج میں عدل وانصاف نہ ہو تو وہ اللہ کی رحمت سے بھی محروم ہوتی ہے۔

اللہ نے فرمایا:

"وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُواْ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى وَبِعَهْدِ اللّهِ أَوْفُواْ ذَلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُون"[33]

ترجمہ: اور جب بات کہو انصاف کی کہو اگرچہ تمہارے رشتہ دار کا معاملہ ہو۔ اور اللہ ہی کا عہد پورا کرو یہ تمہیں تاکید فرمائی ہے کہ کہیں تم نصیحت مانو۔

جن معاشروں میں عدل و انصاف لینے کے لیے غرباء کو سال ہا سال لگ جائیں تو ان معاشروں میں کرپشن کا دور دورہ عام ہو جاتا ہے۔ پھر لوگ ان معاشروں میں جائز و ناجائز طریقے سے اپنے معاملات کا حصول ممکن بناتے ہیں۔ اور یہاں پاکستانی معاشروں میں عدل و انصاف نہ ملنے کی وجہ سے لوگ رشوت لینا شروع کرتے ہیں اور ساتھ ہی دینا شروع کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے آہستہ آہستہ یہ عمل روزمرہ کے معاملات میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس لیے عدل و انصاف میں کمی رشوت اور کرپشن کے محرکات میں سے ایک ہے۔

فضول خرچی:

ہماری روزمرہ زندگی کے معمولات اور رسم و رواج میں اسراف دولت کا بھی بہت بڑا عمل دخل ہے۔ جب انسان رہنے سہنے، کھانے پینے، شادی و بیاہ اور مرگ وغیرہ کی رسومات اور تقاریب میں اسراف سے کام لیتا ہے تو جائز آمدنی سے یہ سب کچھ پورا ہونا ممکن نہیں ہوتا، جس کے لیے انسان لامحالہ اپنی ناک کو اونچا رکھنے کے لیے رشوت اور کرپشن جیسے غلیظ افعال کا مرتکب ہوتا ہے۔ حالانکہ اسلام انسانی ضروریات پر قطعاً پابندی عائد نہیں کرتا لیکن ضروریات سے تجاوز اور اسراف کو شیطانی عمل ضرور قرار دیتا ہے۔ اس لیے ہمارے معاشرے میں میانہ روی کے عمل کو فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

خوف خدا کا فقدان:

جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے ہمارے معاشرے میں کرپشن اور رشوت خوری جیسی لعنتوں کو فروغ مل رہا ہے۔ حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ یہاں تک کہ اسلامی تعلیمات میں حاکم، جج یا خاص عہدوں پر موجود لوگوں کو ہدیہ یا تحفہ لینے تک منع فرمایا ہے تو پھر بھی اس کو فروغ کیوں مل رہا ہے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ خوف خدا اور آخرت میں احساس جواب دہی کا فقدان ہے۔ اگر خالق کے عالم الغیب اور دلوں کے راز جاننے کا یقین ہو تو ہم سے ایسے افعال سرزد ہی نہ ہوں۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا آخرت کے دن پر یا تو یقین نہیں ہے اور یا پھر احساس جوب دہی نہیں ہے کیونکہ ایمان والوں کی خصوصیات میں سے ہے کہ:

"وَبِالآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُون"[34] اور آخرت پر یقین رکھیں۔ اور اگر انسان کو اس بات کا یقین ہو کہ اس دن کوئی کسی کا ساتھ نہیں دے گا اور نہ ہی کوئی کسی کو پہچانے گا اور زندگی کی تمام حرکات، لیل و نہار کے تمام افعال کے ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہو گا تو پھر ایسے اعمال سرزد نہیں ہوتے۔ انسان اس احساس جواب دہی کی بدولت پھر قدرتی طور پر گھٹاٹوپ اندھیروں اور تاریکیوں میں بھی خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ کرتا، لیکن ایسا نہیں ہے۔

ایک وہ دور تھا جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اطراف مدینہ میں نکلے تو اچانک ایک عورت کی آواز سنی وہ اپنی لڑکی سے کہہ رہی تھی کہ تم نے ابھی تک دودھ میں پانی نہیں ملایا؟ صبح ہونے کو ہے۔ لڑکی نے کہا دودھ میں پانی کیسے ملاؤں، امیر المومنین نے منع کر رکھا ہے۔ بڑھیا بولی لوگ بھی تو ملاتے ہیں تم بھی ملا لو۔ امیر المؤمنین کو کیا خبر؟ لڑکی بولی اگر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نہیں تو رب عمرؓ تو دیکھ رہا ہے۔ جب اس کی ممانعت ہے تو مجھ سے یہ نہ ہو گا۔ بعد میں اس لڑکی کا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عاصم رضی اللہ عنہ کا اس سے نکاح کر دیا اور انہی کی بیٹی سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔[35]

لالچ اور بے محابہ قسم کی خواہشات:

انسان میں لالچ اور طمع جیسی خصوصیات موجود ہیں لیکن اگر انسان اللہ کی عطا کردہ مثبت خصوصیات انسانی پر عمل کرے تو لالچ اور حرص جیسی عادات دب جاتی ہیں لیکن جب خدا خوفی کا فقدان ہو، دنیاوی رغبت بڑھ جائے اور دین اسلام سے دوری کے سبب یہ معاشرتی برائیاں انسانی طبیعت میں بحال ہونا شروع ہو جاتی ہیں جس سے انسان میں کرپشن کرنے پر نہ تو کوئی شرم و حیا رہتی ہے اور نہ ہی احتساب کا خیال رہتا ہے۔ ساتھ ساتھ بے احتساب خواہشات پنپناں شروع ہوتی ہیں تو ان کو پورا کرنے کے لیے انسان رشوت اور کرپشن کو نہ صرف حلال سمجھتا ہے بلکہ اس کے لیے شیطانی دلائل بھی تیار کر لیتا ہے۔ آہستہ آہستہ یہ خواہشات اس قدر بڑھ جاتی ہیں کہ انسان کو اچھے اور برے کی تمیز بالکل نہیں رہتی اور ان کو پورا کرنے کے لیے انسان کسی بھی حد تک جا گزرتا ہے۔

الیکٹرانک میڈیا کا منفی کردار:

اوپر بیان کردہ برائیوں کو سب سے زیادہ منظم اور تباہ کن بنانے میں ہمارے الیکٹرانک میڈیا کا منفی کردار سب سے زیادہ فوری توجہ کا حامل ہے۔ پی ٹی وی کے زوال اور پرائیویٹ چینلز نے نادانستہ طور پر سہی، لیکن ان تمام معاشرتی برائیوں اور رویوں کو اس طرح تقویت دی ہے کہ ان کے پیدا کردہ گلیمر کی چکا چوند نے دیکھنے والوں کی آنکھیں چندھیا دی ہیں۔ لوگوں نے برائی کو برائی سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔انسانی پیداواری رشتے ہوں یا نظام اقتدار، اصولوں کا احترام ہو یا عمومی اخلاقیات، سب کو لالچ، بے اصولی، طبقاتی اور مسلکی تفریق اور وہ مسائل جن کی اس قدر حقیقت نہیں ہوتی ان کو بڑا مسئلہ بنا کر پیش کرنا ، جیسے معاملات میں الجھا رکھا ہے۔ صرف حاصل کردہ اشتہارات اور نام نہاد (Rating) پر توجہ رکھنے کی وجہ سے ان کی پیش کردہ معلومات اور تعلیم بامقصد اور قابل اعتبار رہی ہے اور نہ ہی مزاح کسی اخلاقی میعار کا پابند ہے۔ٹاک شوز میں کھلم کھلا گالیاں اور مزاح کے نام پر گھٹیا ترین جگت بازی کو فخر سے پیش کیا جاتا ہے۔ جس کی بے انتہائی بے تکلف اور مخصوص محفلوں میں بھی شاید ہی گنجائش نکل سکتی ہو۔ یہاں پر نیب، پیمرا اور معاشرتی استحکام سے متعلقہ جتنے بھی ادارے ہیں ان کو میڈیا مالکان کو ان کے معاشرتی فرائض یاد دلانے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی آمادہ کرنا ہے کہ وہ ممکنہ حد تک اپنے پیش کیے جانے والے پروگراموں میں ہر سطح پر ہونے والی بدعنوانی اور کرپشن کو نی صرف سامنے لائیں بلکہ ان تمام رویوں کو تسلسل سے بڑھاوا دیں جو معاشرے میں ان برائیوں کو ختم کرنے میں مددگا ثابت ہو سکتے ہیں۔

کرپشن کے متنوع اثرات:

کرپشن کرنے والے لوگوں کے لیے اخروی سزا تو قیامت کے دن ہے ہی مگر ان لوگوں اور کرپشن جیسے ناپاک فعل کے اثرات اور ان سے حاصل ہونے والے نتائج سے معاشروں کا سکون پامال ہوتا ہے۔ یہاں کچھ ایسے اثرات کا ذکر کیا جارہا ہے جو کرپشن کی وجہ سے معاشروں میں اثرانداز ہوتے ہیں۔

1 قانون کی پامالی:

کسی بھی اسلامی معاشرے میں مذہب اور خوف خدا کے بعد قانون ہی ایک ایسا ادارہ ہے جو امن وامان اور لوگوں کے سکون واطمینان کا ضامن ہوتا ہے تو اگر معاشروں میں عوام کھلم کھلا کرپشن اور بدعنوانی کرنا شروع کر دیں اور اس سے بڑھ کر وہی لوگ جو قوانین بنانے والے اداروں سے تعلق رکھتے ہوں تو نہ تو کسی کی جان محفوظ ہو گی اور نہ ہی مال و آبرو۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب احکام شریعت اور حدود اللہ میں غفلت اور سستی یا یا غلطی کا ارتکاب ہوتا دیکھتے تو سختی سے نوٹ لیتے۔ اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نہ خود قانون کی خلاف ورزی کرتے اور نہ ہی کسی دوسرے کو اجازت دیتے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ توخود ہی عدالتی فیصلوں کا احترام کرتے۔

جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے پسند کی شرط پر گھوڑا خریدا اور امتحاناً اس پر سوار ہو گئے، گھوڑا چوٹ کھا کر داغی ہو گیا۔ آپ نے اسے واپس کرنا چاہا مگر مالک نے انکار کر دیا۔ آپ نے اس معاملے میں تصفیہ کے لیے کسی ثالث کو مقرر کرنے کا کہا۔اس مالک نے قاضی شریح رضی اللہ عنہ کو ثالث ٹھہرایا۔ قاضی شریح نے ماجرا سنا تو کہا امیر المؤمنین: یا گھوڑا خریدیئے یا جیسا تھا ویسا ہی واپس کر دیں۔ آپ اس فیصلے پر بہت ہی خوش ہوئے اور شریح رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ منصب قضاۃ کے لیے بہت موزوں ہیں۔[36] بلکہ کوئی غلطی کسی گورنر یا اس کے بچوں سے بھی ہوتی تو قانونی معاملات میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کسی قسم کی لچک یا رعایت نہ دکھاتے۔ جیسا کہ ایک دفعہ گورنر سیدنا عمر بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک قبطی کو کسی بات پر تازیانوں سے پیٹا۔ وہ تازیانہ مارتا جاتا اور کہتا جاتا کہ دیکھ بڑوں کی اولاد ایسی ہوتی ہے۔اس شخص نے آکر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی تو آپ نے دونوں باپ بیٹا کو بلا بھیجا۔اعتراف جرم پر آپ نے قبطی سے کہا کہ اب تم اس کو تازیانے لگاؤ۔اب وہ کوڑے لگاتا جاتا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے "مار بڑوں کی اولاد کو، اور مار"[37] عمال، حکام اور حکومت کے دیگر کارندے اگر کھلم کھلا کرپشن لیتے رہیں اور قانون کی دھجیاں اڑاتے رہیں تو آہستہ آہستہ اختیارات کے غلط استعمال کا جذبہ جنم لیتا ہے۔اس لیے جو بھی شخص حکومتی عہدوں پر مامور ہیں جب تک وہ خود ان اعمال سے رو کیں گے نہیں تو کیسے ممکن ہے کہ باقی لوگ قانون کی بالادستی کا احترام کریں گے۔

2. مظلومیت میں اضافہ:

کرپشن کی بدولت ہمارے معاشرے میں ایک طبقہ ظالم اور دوسرا مظلوم بن جاتا ہے۔ جو لوگ بھاری رشوتیں دے کر دوسروں کے حقوق پر ناجائز قبضہ کرتے ہیں اس سے معاشرے میں ظلم کی فضا پیدا ہوتی ہے اور مظلوم کے پاس نہ دینے کو کچھ ہوگا تو وہ اپنے جائز حقوق سے بھی دستبردار ہو جائے گا۔ اسلامی حکومت کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ ظالم کے ہاتھ کو روکے اور مظلوم کی امداد کرے۔

3. طبیعت میں سنگدلی کا اضافہ:

کرپشن ایک ایسی برائی ہے جس کی وجہ سے انسان کے دل سے محبت، الفت، پیار، ہمدردی اور احسان جیسی صفات الہیہ وقت کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ انسان جس کو بنانے کا مقصد ہمدردی اور ایثار کی تعلیم کو فرغ دینا ہے وہی معاشرے میں سر عام اپنے بھائی کا خون چوسنے میں مصروف عمل ہے۔ اس کا دل اس قدر سنگدل ہو چکا ہے کہ اسے اس بات کا احساس تک نہیں ہوتا۔ بالا خر عوام وحکام کے درمیان محبت اور انس کی بجائے عداوت اور نفرت کے رجحانات پیدا ہونے لگتے ہیں جن کے نتائج معاشرے میں فساد، لوٹ کھسوٹ، نفرت اور لڑائی جھگڑے کی صورت میں برداشت کرنا پڑتے ہیں۔

4. خود غرضی میں اضافہ:

رشوت اور کرپشن کے سبب انسان میں طمع، لالچ اور خود غرضی کے رجحانات پیدا ہوتے ہیں تو وقت کے ساتھ ساتھ انسان اس سٹیج پر پہنچ جاتا ہے جہاں انسان اور حیوان کے درمیان سوائے نطق کے کوئی فرق باقی نہیں رہتا کیونکہ اپنے مفادات اور غرض کو مدنظر رکھنا صرف اور صرف حیوانیت کی صفت ہے ورنہ انسان تو صفات الہیہ کا مظہر ہے جس میں ایثار، قربانی اور تکالیف میں بھائیوں کا احساس کرنے جیسی تراکیب موجود ہیں۔ ان صفات کے مظہر لوگوں کے معاشروں میں قرن اولیٰ کے معاشروں کی مثالیں سامنے آئیں گی۔ جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے کے لیے سب کچھ چھوڑنے اور نچھاور کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے۔

5. معاشروں میں ظلم در ظلم کا اضافہ ہوگا:

جب ایک شخص مال میں ملاوٹ کرے گا تو بدلے میں کہیں نہ کہیں اس کا یہ جواب پورا ہو جائے گا۔ اگر کوئی دودھ کا کاروبار کرتا ہے اور پانی کی ملاوٹ کرتا ہے تو بدلے میں جب وہ گھی لائے گا تو ممکنات میں سے ہے کہ تیل یا چربی ملا کر دوسرے لوگوں نے اس کے ساتھ کرپشن کی ہو۔ میڈیکل سٹور کی دوائیوں میں ملاوٹ ہوگی۔ مسالہ جات ملاوٹ شدہ ہوں گے اور یہ عمل آہستہ آہستہ بڑھتا جائے گا۔ یہ ایسا ہی ہے کہ جب آپ کسی کے مال میں نہ حق تصرف کرو گے تو دوسرے بھی آپ کے مال میں ایسا ہی تصرف کریں گے۔ اس حیثیت سے کسی کو دینے والا مال میں ناجائز تصرف دراصل اپنے مال میں ناجائز تصرف کے لیے راہ ہموار کرنا ہے۔ یہ یاد رہے کہ اگر آپ کسی کی جیب سے پیسہ نکالتے ہیں تو کوئی دوسرا آپ کی جیب سے پیسہ نکلتا ہے۔

کرپشن کو معاشرے سے کم کرنے کی تدابیر، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل:

یہ پاکستانی معاشرہ سرتاپا بدعبوانی زدہ ماحول میں ملوث ہے تو بلاشبہ اسے راتوں رات بدلنا ممکن نہیں ہے لیکن یہاں ہم کچھ ایسی تدابیر بیان کر رہے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر معاشرہ کافی حد تک کرپشن جیسی لعنت سے محفوظ ہو سکتا ہے۔

1. اہل افراد کا انتخاب:

جب بھی کسی شخص کو کسی عہدہ کے لیے چنا جا رہا ہو تو اس کی علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ اس کے کردار، ماضی اور تربیت کے پہلو کو بھی اچھی طرح جانچنا چاہیے اور اس کے لیے ایسے امتحانات کا انعقاد کیا جانا چاہیے جس میں ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اخلاقی آزمائش بھی جج کی جا سکے۔ جتنی ذمہ داری بڑی ہو امتحان بھی اتنا ہی سخت ہو۔ اس سلسلہ میں قرآن مجید کی ہدایت ہے:

"إِنَّ اللّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤدُّواْ الأَمَانَاتِ إِلَى أَهِهَا"[38]

ترجمہ: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کر دو۔

حکومت کے عہدوں اور مناصب سے بڑھ کر کوئی ایسی امانت ہو سکتی ہے؟ اس لیے حکومتی ذمہ داری سونپتے وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس بابت لکھتے ہیں:

کسی شخص کو حکومت کا کوئی عمل یا کوئی منصب سپرد کرنے کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ دیانت دار ہو، فرض کی پوری بجاآوری کا احساس رکھتا ہو، جو کام اس کے سپرد کیا جائے، احسن طریقے سے انجام دینے کی قابلیت رکھتا ہو، حکومت کا دل سے خیر خواہ ہو۔ اس کی طبیعت میں تمرد اور سرکشی نہ ہو اور اگر تقرر کرنے کے بعد معلوم ہو کہ اس میں ان کے متضاد اوصاف موجود ہیں تو ان کو برطرف کر دینے میں لمحہ بھر کی دیر نہیں کرنی چاہیے۔[39]

نظام حکومت کوئی کمپیوٹر تو ہے نہیں جو ایک کمانڈ دینے سے خود بخود معاملات مکمل کرتا چلا جائے گا، ظاہر ہے اس کے لیے باصلاحیت افراد کی ضرورت ہوتی ہے جو امور سلطنت کو صحیح طور پر انجام پانے کی صلاحیت رکھتے ہوں انسداد کرپشن کے لیے ضروری ہے کہ اہل افراد کا انتخاب کیا جائے۔

2. امراء، عوام کے لیے نمونہ عمل پیش کریں:

اعلیٰ سرکاری حکام اور تمام اداروں کے سربراہان کو ایسا عملی نمونہ پیش کرنا چاہیے جس میں امانت و دیانت، خدمت خلق، خلوص و محبت اور ہمدردی کا پہلو نمایاں ہو اور ایسا نمونہ پیش کیا جائے جس میں زہد فاروقی، حیاء عثمانی اور بصیرت علی رضی اللہ عنہم موجود ہو۔ سرکاری اختیارات اور سرکاری املاک کا استعمال ایسا کریں جیسے یہ تمام چیزیں ان کے پاس امانت کے طور پر ہیں۔ ان میں بے جا تصرف حتی الامکان ناگزیر ہو۔ اسی لیے ہمارے اسلاف کا اسوہ ہمارے سامنے ہے۔ مولانا شبلی نعمانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ آپ ایک دفعہ بیمار پڑ گئے۔ لوگوں نے علاج کے لیے شہد تجویز کیا۔ بیت المال میں شہد موجود تھا لیکن بلا اجازت استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ مسجد نبوی ﷺ میں جا کر اعلان کروایا کہ اگر اجازت دی جائے تو بیت المال سے تھوڑا سا شہد لے لوں؟ اس کاروائی سے طلب اجازت کے سوا یہ ظاہر کرنا تھا کہ خزانہ عامہ پر خلیفہ وقت کا اتنا بھی اختیار نہیں ہے۔[40]

اسی طرح عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سرکاری امور کی انجام دہی کے بعد سرکاری دیا کو بجھا دیا کرتے تھے۔ ذاتی ضروریات میں اپنا ذاتی دیا اور تیل استعمال فرماتے۔ آپ نے حکم دیا کہ کاغذات پر لکھی جانے والی تحریریں زیادہ نہ لکھی ہوں کیونکہ اس سے کاغذ کا زیاں ہوتا ہے[41] یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ چھوٹے لوگ وہی کرتے ہیں جیسا بڑے لوگوں کو کرتا پاتے ہیں۔ اس لیے اعلیٰ حکام کا امین ہونا، سادگی اختیار کرنا اور زہد و پاکباز رہنا انتہائی لازمی ہے۔

3. اثاثہ جات کی مکمل فہرست (قبل از منصب) کی تیاریاں:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مال و دولت ایک فتنہ اور آزمائش ہے لیکن اس کے ساتھ ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے مال بھی اسی طرح اہمیت کا حامل ہے جس طرح سانس لینے کے لیے تازہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مال کو ایک وسیلہ بنایا ہے تاکہ زندگی کے معاملات میں آسانی پیدا ہو سکے۔

قرآن مجید میں ہے:

"أَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَاما"[42] وہ مال جس کو اللہ نے تمہاری بسر اوقات کیا ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ضروریات زندگی کو پورا کرنے میں مال کی اہمیت کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور اسی بناء پر عموماً مال کی محبت دل میں پیدا ہونا انسانی فطرت کا حصہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

"وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْد"[43] اور بے شک وہ مال کی چاہت میں ضرور تیز ہیں

"زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاء وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالأَنْعَام"[44]

ترجمہ: لوگوں کے لیے آراستہ کی گئی ان خواہشوں کی محبت، عورتیں اور بیٹے اور تلے اوپر سانے، چاندی کے ڈھیر اور نشان کیے ہوئے گھوڑے اور چاپائے۔

اسی بناء پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خدشہ لاحق تھا کہ بتقاضائے بشریت انسان کی دولت سے محبت فطری تقاضا ہے تو اس کے لیے آپ عمال اور عہدداران کی تقرری کے وقت ان کے اموال اور جائیداد کی فہرستیں تیار کروا کر رکھ لیتے تھے تاکہ اگر عمال کے مال میں ناجائز طور پر اضافہ ہو تو اس کو ناپا جا سکے، مولانا

شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جس وقت کوئی عامل مقرر ہوتا تھا اس کے پاس جس قدر مال واسباب ہوتا تھا اس کی مفصل فہرست تیار کروا کر محفوظ رکھی جاتی تھی اور عامل کی مالی حالت میں اگر غیر معمولی ترقی ہوتی تھی تو اس کا مواخذہ کیا جاتا تھا۔

"كان عمر ابن خطاب اموال عماله اذا ولا هم ثم يحاسبهم ما زاد على ذلك"[45]

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ سنت فاروقی کے طور پر آج بھی ایسا کیا جاسکتا ہے نیب (NAB) کا ادارہ خصوصاً اعلی حکام کی تعیناتی کے وقت ان کے اثاثہ جات کے گوشوارے جمع کر لیتے ہیں لیکن عملی طور پر اثاثہ جات کے بہے سے پہلو چھپائے جاتے ہیں۔ اس ضابطہ کار کو مزید موئثر بنالیا جائے تو اس سے معاشرے میں کچھ بہتر اصلاح ہو سکتی ہے۔

4. عمال حکومت کا بیش قرار تنخواہوں کا مقرر کرنا:

عام طور پر معاشروں میں رشوت یا کرپشن کے دوسرے معاملات اعلی افسران میں زیادہ پائے جاتے ہیں تو دراصل اس کی ایک وجہ تنخواہوں کا کم ہونا ہے جس میں گزارہ کرنا تھوڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ تاہم ضروری ہے کہ کرپشن جیسی لعنت کی بیخ کنی کے لیے حکومت وہی راستہ اختیار کرے جو خلافائے راشدین نے اپنے ادوار کے عمال کے ساتھ اختیار کیا تھا۔ ان کی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے اتنی تنخواہ اور دوسرے لوازمات کا انتظام کرے کہ وہ کشادگی کے ساتھ زندگی گزار سکیں اور مجبور ہو کر ان کو کرپشن نہ کرنی پڑے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے قاضیوں کو رشوت سے محفوظ رکھنے کے لیے بہت سے ایسے وسائل بروئے کار لائے جن کی وجہ سے ان کو رشوت لینے کی حاجت تو کیا بلکہ خیال تک پیدا نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے قضاۃ کی تنخواہیں پیش قرار مقرر کیں تاکہ بالائی رقم کی ضرورت ہی نہ رہے، مثلاً سلمان، ربیعہ اور قاضی شریح (رضی اللہ عنہم) کی تنخواہیں پانچ پانچ سو درہم ماہوار تھیں۔[46]

5. اعلیٰ حکام کے منصب کے لیے امراء اور معزز اشخاص کا چناؤ:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ قاعدہ بھی مقرر کیا کہ دولت مند اور معزز شخص کے علاوہ قاضی عام آدمی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس بات کی قوی امید ہے کہ دولت مند شخص جو کہ معزز بھی ہو، کرپشن کی طرف راغب نہیں ہوگا اور معزز ہونے کی وجہ سے فیصلہ کرنے میں کسی کے رعب سے متاثر بھی نہ ہوگا۔ اس لیے ہمارے معاشرے میں ایسے افراد کو تلاش کر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا جانا چاہیے جو لوگوں کی نظر میں معزز، شریف النفس اور کم از کم اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی معاملہ عدالت یا تھانہ کچہری میں نہ ہو۔

6. عدل وانصاف کی بناء پر مساویانہ سلوک:

کسی بھی معاشرے میں عدل وانصاف ریڑھ کی ہڈی کی مانند حیثیت رکھتا ہے۔ جن معاشروں میں امراء کے لیے عدل وانصاف کے پیمانے کچھ اور ہوں اور غرباء کے لیے کچھ اور ہوں تو وہاں طبقاتی تقسیم کی پیدائش کے علاوہ کرپشن کا بول بالا ایک ضروری امر ہے۔ اس لیے کوئی بھی کرپشن کرتا ہوا پایا جائے تو اس کے لیے ایسی سزا کا بندوبست کیا جائے جو آنے والی نسلوں کے لیے عبرت ہو۔ اور یہ بلا امتیاز کسی رنگ ونسل، قومیت پرستی اور امیری وفقیری سے بالا تر ہوتے ہوئے عدل کی بنیاد پر ہو۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس احتیاط کے ساتھ عدل وانصاف میں مساوات کے لیے عملی کوششیں کیں۔ آپ کے عہد میں شاہ وگدا، شریف ورذیل، عزیز وبیگانہ کے لیے ایک ہی قانون تھا[47] بلکہ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ تو عدل ومساوات کا سبق دینے کے لیے خود فریق مقدمہ بن کر عدالت میں جاتے تھے تو یہ طریقہ کار آج بھی اپنایا جاسکتا ہے۔ وزیر اعظم اور صدر اس اسوہ کی روشنی میں عمل کر کے نچلے طبقے کے تمام حکام کے لیے ایک نمونہ پیش کر سکتے ہیں۔

7. ایمان کامل کی ضرورت ہے:

ایک اسلامی ملک جو کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا ہو اور اپنے آپ کو اسلامی معاشرہ قرار دیتا ہو اور اس میں کرپشن جیسے غلط افعال کا ارتکاب سر عام اور بکثرت

پایا جاتا ہو۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے "ایمان بالغیب" اور "ایمان بالاخرۃ" کا دعویٰ صرف زبانی و کلامی ہے جو ابھی تک دل کی گہرائیوں تک نہیں اترا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کچھ اعرابی لوگوں کیلیے اشارہ کیا ہے:

"قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ"[48]

ترجمہ: گنوار بولے ہم ایمان لائے، تم فرماؤ، تم ایمان تو نہ لائے، ہاں یوں کہو ہم مطیع ہوئے اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا ہے۔

کیونکہ غیب پر ایمان اور آخرت کا احتساب پر یقین انسان کی کایا پلٹ کر رکھ دیتی ہے اور یہی وہ چیز ہے جو ہمیں طغیانی اور سرکشی سے باز رکھتی ہے۔ تو اس لیے ضروری ہے کہ اس معاشرے میں ایمان کی دولت کو مزید مضبوط کیا جانا چاہیے تاکہ اس معاشرے کا ہر فرد حسین اخلاق اور اعلیٰ کردار سے مزین ہو۔ خوف خدا اور جواب دہی کا عمل ہی وہ طاقت ہے جس سے معاشرے کا رخ بدلا جا سکتا ہے۔ ہمیں اس معاشرے میں ایمان کی آبیاری کرنا ہو گی اور اس کی ذمہ دار صرف حکومت ہی نہیں بلکہ قوم کے ہر فرد کو اس میں اپنا حصہ ڈالنا ہو گا۔

8. مبلغین اور علماء اسلام کا کردار:

خدا خوفی، آخرت کی جواب دہی کا احساس، رشوت کی حرمت، اس کے عدم جواز اور اس کی معاشرتی و اخلاقی برائیوں سے پردہ اٹھانے کے لیے عملی اور تبلیغی طور پر مبلغین اور علماء کرام کو تمام ذرائع ابلاغ کو بروئے کار لاتے ہوئے خاص اقدامات کرنا ہوں گے۔ جس میں اخروی بازپرس کا احساس پیدا کرتے ہوئے دیانت داری و امانت و داری کا جذبہ پیدا کیا جانا چاہیے۔ کرپشن اور رشوت جیسی لعنتوں کی معاشرتی تباہ کاریوں اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کے حل پر وعظ و تبلیغ کرنی چاہیے کیونکہ اللہ نے جو صلاحیت علماء اسلام میں رکھی ہے وہ کسی طبقے کے انسانوں میں نہیں ہے۔

خلاصہ بحث:

کرپشن سے پیدا ہونے والی برائیوں اور اس کے انسداد کے لیے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جو تدابیر بیان کی گئی ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر بڑی حد تک اس معاشرتی برائی میں کمی لائی جا سکتی ہے۔ لیکن راتوں رات اس نظام کو بدلنا ناممکن ہے کیونکہ اس میں عمومی سطح پر ہم مسلمانوں کے سات سو سالہ خواب غفلت کے اثرات کے ساتھ ساتھ انگریز کی دو سالہ غلامی کا دور بھی شامل ہے۔ جس نے ہمیں آدھا تیتر اور آدھا بٹیر بنا دیا ہے کہ ہم نہ تو ان کے انداز حیات کو پوری طرح اپنانے کے لیے تیار ہیں اور نہ ہی ہم اپنے اندر موجود ماضی کی قدریں چھوڑنے کو تیار ہیں۔۔ اس طویل غلامی اور غفلت کے دور نے ہم سے ہمارے آدریش اور خواب تک چھین لیے ہیں۔ یہاں آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔ ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ دولت کمانے اور کروڑ پتی بن جانے کی خواہش نے حلال و حرام کی تمیز مٹا دی ہے۔ اسلامی اقدار بے محابہ پامال کی جا رہی ہیں۔ قوم نہایت تیزی سے تباہی کے دہانے کی طرف بڑھ رہی ہے اور ایسے حالات میں خاموشی اختیار کرنا غفلت مجرمانہ کے طور پر ہو گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ قوم کے وہ افراد جو اسلامی اقدار سے محبت رکھتے ہیں اور درد دل کی دولت سے بہرہ ور ہیں۔ میدان عمل میں اتریں اور اپنی تمام کوششوں کو اصلاح معاشرہ پر مرتکز کر دیں۔ یہ یاد رہے کہ اصلاح معاشرہ کی تبلیغ انبیاء اور رسل کی وراثت ہے۔ اب نیکی کی دعوت اور برائی کی ممانعت امت مصطفوی کی ذمہ داری ہے۔ اور اس کا حکم قرآن میں یوں ہے:

"كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَت لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ"[49]

ایسے معاملات میں بے شمار مشکلات سے دوچار بھی ہونا پڑتا ہے لیکن اللہ کے ہاں اس کا انعام بھی اس قدر زیادہ ہے۔ ہمارا فرض سفر کا آغاز کرنا ہے اور خلوص و نیت کے ساتھ قول و فعل کے تضاد کے بغیر جدوجہد کرنا ہے۔ مقاصد کا حصول اور کامیابی عطا کرنا اللہ تعالی کے ذمہ ہے۔

نتائج بحث:

اسلام معاشروں کی فلاح و بہبود اور استحکام کا ضامن ہے لیکن برصغیر میں بہت سے ایسے نظام موجود ہیں جن کو راتوں رات بدلنا ممکن نہیں ہے۔ انگریزوں کی غلامی نے ہمیں نہ تو ان کے اطوار حیات اپنانے کے لیے تیار کیا اور نہ ہی ہم اپنی ماضی کی قدروں کو چھوڑنے کے لیے تیار ہوئے اور ابھی

بھی ایسا ہی ہے۔ مندرجہ بالا تحقیق سے مندجہ ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں:

1 پاکستانی معاشرہ کے افراد کرپشن کی لوٹ کھسوٹ اور دولت کمانے میں اس قدر آگے بڑھ چکے ہیں کہ حلال و حرام کی تمیز بھی ختم ہوتی جارہی ہے، اسلامی اقدار بے محابہ پامال کی جارہی ہیں اور پورے کا پورا معاشرہ اس غلاظت کا حصہ بنتا جارہا ہے۔ قوم نہایت تیزی سے تباہی کے دہانے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ لیکن ایسے حالات میں خاموشی اختیار کرنا غفلت مجرمانہ ہوگی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ایسے افراد جو اسلامی اقدار سے نہ صرف واقفیت رکھتے ہوں بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کی صلاحیت کے مالک ہوں، ان کو میدان عمل میں اترنا ہوگا اور اپنی تمام تر عطا کی گئی صلاحیتوں کو اصلاح معاشرہ پر مرتکز کرنا ہوگا۔

2 کوئی بھی ایسا کام جو غیر قانونی اور غیر اخلاقی معاملہ پر مبنی ہو۔ چاہے تو تعلیمی یا کاروبار کی بد دیانتی ہو، سرکاری اوامر یا ناقص تعمیرات سے متعلق ہو یا سمگلنگ ہو تو یہ تمام اعمال کرپشن کے ذمرے میں ہی آئیں گے۔

3 کسی بھی معاشرے میں عدل و انصاف ریڑھ کی ہڈی کی مانند حیثیت رکھتا ہے۔ معاشرے کے لوگوں کو اس کسوٹی پر ایک جیسا پرکھنا ضروری ہوگا۔ طبقاتی تقسیم کا خاتمہ ضروری ہے جیسا کہ حضرت عمر کا دور۔

4 ہمارے اس معاشرے میں تحفہ کے نام پر اس عادت رذیلہ کو فروغ دیا جارہا ہے اور نہ جانے اس کے لیے کون کون سے حربے استعمال کیے جارہے ہیں ہ۔ اس لیے دور حاضر میں اعلی افسران کے لیے کسی قسم کے تحائف لینے اور دینے پر مکمل پابندی عائد کی جانی چاہیے کیونکہ اس لیول پر تحائف کا لین دین پلاٹس اور کوٹھیوں کی شکل میں اس قدر احسن انداز میں کیا جاتا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

5 کرپشن جیسی لعنت جو کہ پاکستانی معاشرے کے لیے ناسور بنتی جارہی ہے اس پر حکومت وقت کو بروقت ایکشن لیتے ہوئے کچھ ایسے فیصلے کرنا ہوں گے جو کسی کے بھی ذاتی مفاد سے برتر ہو کر قومی اور ملکی مفاد کے حق میں ہوں۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ معاشرے میں ایسے اہل افراد کا انتخاب کیا جائے جن کی شخصیت معاشرے میں مثبت نظر سے دیکھی جاتی ہو۔

6 حکومت وقت کے ارکان کی خود پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ لوگوں کے لیے اپنی شخصیت کو نمونہ کے طور پر پیش کریں اور نمونہ ایسا ہو جس میں امانت و دیانت، خلوص محبت اور ہمدردی کے پہلو نمایاں ہوں۔

7 اراکین کے انتخاب سے قبل ان کی اثاثہ جات کی مکمل جانچ پڑتال کی جائے تاکہ ان کے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اندازہ ہوسکے کہ ان کے اثاثہ جات میں کس قدر تبدیلی ہورہی ہے۔

8 جب بھی کسی شخص کو کسی عہدہ کے لیے چنا جارہا ہو تو اس کی علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ اس کے کردار اور تربیت کے پہلو کو بھی اچھی طرح جانچنا چاہیے اور اس کے لیے ایسے امتحانات کا انعقاد کیا جانا چاہیے جس میں ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اخلاقی آزمائش بھی جج کی جاسکے۔ جتنی ذمہ داری بڑی ہو امتحان بھی اتنا ہی سخت ہو۔

9 اعلی افسران میں اس عمل کا پایا جانے کی ایک وجہ تنخواہوں کی کمی بھی ہے جس میں گزارہ کرنا تھوڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ تاہم ضروری ہے کہ کرپشن جیسی لعنت کی بیخ کنی کے لیے حکومت ان کی ضروریات زندگی کی تکمیل کے لیے اتنی تنخواہ اور دوسرے لوازمات کا انتظام کرے کہ وہ کشادگی کے ساتھ زندگی گزار سکیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 ابن منظور افریقی، لسان العرب، حرف الھمزۃ، فصل المیم، 232/14، طبع بیروت، 1986ء
Ibn e Manzoor Afriqi,**lisan ul arab**,harf alhamza,fasal mim,Vol14,P232,1986 Berout

2 پطرس بستانی، محیط المحیط، ص 783/1 باب الرا، مادہ: ر۔ ش۔ د، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت
Pitras Bustani, **Muhit ul muhit**, babur ra, Vol1,P783,darul kutab Ilmia,Berout

3 ایضاً: ص 783/1 Abid:vol 1,P783

4 فرید واجدی، دائرہ معارف، ص 231/4، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور
Farid Wajdi ,**Diara Muaarif.**vol 4, p231,sang e meal publications, Lahore

5 www. oxforddictionarries. com / definition / american_english/ corruption

6 Encyclopedia Britannica, V4, p170,william benthon, publisher, 2005

7 المائدۃ: 62:5 Al Maida:5:62

8 جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، ص 432/2 مطبوعہ بیروت
Jassas,Ahmad bn Ali,Abu bakr,imam**, Ahkam ul Quran,**Vol 2,p432,Berout

9 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، ص 182/6 مطبوعہ مصر، 1967ء
Qurtabi,mohammad bin ahmad**,Aljami akahkam ul quran,**Vol,6 p182,1967, Misar

10 رشید رضا، سید، تفسیر المنار، 392/6، مطبوعہ مصر
Raseed Raza,Syed ,**Tafseer al Minar,**Vol 6,p392,Misar

11 آلوسی، سید محمود، روح المعانی، ص 140/6 مطبوعہ بیروت
Alosi,syed mehmood ,**Rohul maani**, Vol 6,p140,Berout

12 ثناء اللہ پانی پتی، قاضی، تفسیر مظہری، ص 113/3، مطبوعہ دھلی
Sana ullah pani pati, qazi, **Tafseer e Mazhari**, Vol 3,p113,Dehli

13 آلوسی، سید محمود، روح المعانی، ص 70/2
Alosi,syed mehmood ,**Rohul maani**, Vol 2,p70,

14 البقرۃ: 2: 188 AL Baqarah:2:188

15 جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، ص 432/2
Jassas,Ahmad bn Ali,Abu bakr,imam**, Ahkam ul Quran,**Vol 2,p432,

16 النساء: 4: 29 AL Nisa:4:29

17 آلوسی، سید محمود، روح المعانی، ص 140/5
Alosi,syed mehmood ,**Rohul maani**, Vol 5,p140,

18 الخطیب، ولی الدین، امام، مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب رزق الولاۃ وھدایاھم، 202/2، مطبوعہ کراچی
Al kateeb, wali ud deen,Imam, **Mishaka tul Misbah,** kitab ul amarah, Vol 2,p202,Karachi

19 آلوسی، سید محمود، روح المعانی، ص 140/5
Alosi,syed mehmood ,**Rohul maani**, Vol 5,p140

20 جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، ص 432/2
Jassas,Ahmad bn Ali,Abu bakr,imam**, Ahkam ul Quran,**Vol 2,p432,

21 الخطیب، ولی الدین، امام، مشکاۃ المصابیح، کتاب الامارۃ والقضاء، باب رزق الولاۃ وھدایاھم، ص95/2

Al kateeb, wali ud deen,Imam, **Mishaka tul Misbah,** Vol 2,p225

22 ایضاً: ص 86/2 Abid:Vol 2,p86

23 جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، ص252/1

Jassas,Ahmad bn Ali,Abu bakr,imam**, Ahkam ul Quran,**Vol 1,p252,

24 جصاص، احمد بن علی، ابو بکر، امام، احکام القرآن، ص434/2

Jassas,Ahmad bn Ali,Abu bakr,imam**, Ahkam ul Quran,**Vol 2,p432

25 ایضاً: ص 434/2 Abid: Vol 2,P 434

26 ایضاً: ص434/2 Abid: Vol 2,P 434

27 ایضاً: ص434/2 Abid: Vol 2,P 434

28 مجاہد حسین، کون بڑا بدعنوان، ص133، پرنٹ لائن پبلیشرز، لاھور، 2000ء

Mujahid Hussain,**Kon bara badunwan**, P133,print line publishers, Lahore,2000

29 ایضاً: ص310 Abid: p310

30 ایضاً: ص42 Abid:42

31 طارق اسماعیل ساگر، کرپشن کا بھوت ناچ، تفصیل کے لیے دیکھیں، ص7 تا 11 وقار عظیم پاکستانی پوائنٹ، کراچی

Tariq Ismail Sagir, **Corruption ka Bohat Nach**, p7,waqar azeem point,Karachi

32 محمد تقی عثمانی، مفتی، حقوق العباد اور معاملات، ص713، تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان

Mohammad Taqi Usmani**, Huqoq ul ebad aur Muamlat**, p713,Talifat e ashrfia,chock foara, Multan

33 الانعام 152:7 Al Inaam:7:152

34 البقرۃ: 4:2 Al Baqarah:2:4

35 عبدالحکم، محمد عبداللہ، امام، سیرۃ عمر بن عبدالعزیز (مترجم) ص12 مطبوعہ لاھور

Abdul akam, mohammad Abdulla,Imam, **Seerat Umar bin abdul aziz**, P12,Lahore

36 شوکانی، محمد بن علی، امام، فتح القدیر، حاشیہ ھدایہ، ذکر القضاۃ: ص247/3 مطبعۃ مصفیٰ، البالیالحلی، مصر، 1350ھ

Shokni, mohammad bin Ali,Imam, fath ul Qadeer,Hashia hidya,Zikrul qaza, Vol 3,P247,Musafa albaliali,Misar,1350

37 الهندی، علاؤ الدین، المتقی، کنز العمال، ص420/4 مطبعه مجلس دائره المعارف، 1373ھ

Alhindi, alaudeen, almutaqi, Kanzul Ummal, Vol 4,p420, mutbamajlis daira Al muarif,1373

38 النساء: 58:4 Al Nisa:4:58

39 شاہ ولی اللہ، امام، حجۃ اللہ البالغہ (مترجم) مطبوعہ لاھور، ص293/1

Shah Wali Ullah,Imam, **Hujat ul hil baligham,** matboha Lahore,Vol 1,p293

40 شبلی نعمانی، مولانا، الفاروق، مطبوعہ شیخ غلام علی سنز، لاھور، ص243/2

Shibli Noamani, molana**, Alfarooq,** matboha shakih gulam ali aons,Lahore, Vol 2,p243

41 عبدالحکم، امام، سیرۃ عمر بن عبدالعزیز، ص115

Abdul Hakam, Mohammad Abdulla,Imam, **Seerat Umar bin abdul aziz**, P115

[42] النساء:5:4 Al Nisa:4:5

[43] العادیات:100: 8 Al Adiyat:100:8

[44] العمران:14:3 Al Imran:3:14

[45] شبلی نعمانی،مولانا،الفاروق،ص267/2
Shibli Noamani, Molana**, Alfarooq,** Vol 2,p267

[46] ایضاً:ص366/2 Abid: Vol 2 P366

[47] ندوی،شاہ معین الدین،تاریخ اسلام،ص206/2 مکتبہ رحمانیہ،غزنی سٹریٹ،لاھور
Nadvi, Shah Moeen ud Deen**,Tarikh e Islm,**Vol 2,p206, Maktba Rehmani, Gazni street,Lahore

[48] الحجرات:14:49 Al Hujarat:49:14

[49] آلعمران:110:3 Al Imran:3:110